خدا کی نگاہ میں عزت پانے کیلئے ضروری ہے کہ ہمارے اقوال پاک ہوں اور ہم اعمال صالح بجالائیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۹ر فروری ۱۹۶۸ء بمقام نخلہ۔ تحصیل خوشاب)

☆ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں ودیعت کیا ہے کہ وہ اپنے ربّ کی صفات میں رنگین ہو۔

☆ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ تعلق رکھ کر ہی عزت کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تمہیں حقیقی عزت ملے۔

☆ تمہاری عزتوں کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے سلسلۂ خلافت کو قائم کیا ہے۔

☆ اگر تم خلافت کے مقابلہ میں کوئی بات کہتے ہو تو دنیا تمہیں آسمانوں کی عزتیں بھی عطا کر دے تو تب بھی تمہیں کوئی فائدہ نہیں۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں یہ ودیعت کیا ہے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے ربّ کی صفات کے رنگ میں رنگین ہو اور اس طرح اپنی پیدائش کے مقصد کو پورا کرے۔

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت عزیز بھی ہے جس کے معنی غالب کے بھی ہیں اور جس کے معنی یہ بھی ہیں کہ تمام عزتیں اسی کی ہیں۔ قرآن کریم نے اس پر وضاحت سے روشنی ڈالی ہے کہ تمام عزتوں کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ وہ خود بھی تمام عزتوں کا مالک ہے اور حقیقی عزت سوائے اس کی ذات کے کسی اور سے مل ہی نہیں سکتی۔ انسان کی فطرت میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ باعزت ہو اور باعزت رہے اور عزت نفس اسے اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے۔ لیکن انسانی فطرت میں یہ جذبہ بیج کے طور پر ہوتا ہے۔ مگر انسان اپنی عزت کے حصول اور اس کے قیام کے لئے بہت سی غلط راہوں کو بھی اختیار کر لیتا ہے ایسی راہیں جو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ناپسندیدہ ہوتی ہیں معزز نہیں ہوتیں۔ قرآن کریم نے ان غلط راہوں کا بھی ذکر کیا ہے اور ہمیں بتایا ہے کہ اس طرح ان راہوں پر چل کر تم حقیقی عزت کو حاصل نہیں کر سکتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۂ نساء کی ۱۴۰ ویں آیت میں فرماتا ہے۔ پہلے یہ مضمون چلا آ رہا ہے کہ منافق مومنوں کو چھوڑ کے دنیا کی جھوٹی عزتوں کے لئے کافروں سے اسلام کے دشمنوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات بڑھانے کی کوشش کرتا ہے۔

اَيَبۡتَغُوۡنَ عِنۡدَهُمُ الۡعِزَّةَ فَاِنَّ الۡعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيۡعًا (النساء:۱۴۰)

کیا اس طرح منافق دنیا میں اپنے لئے عزت کا سامان پیدا کرنا چاہتے ہیں؟ کیا انہیں معلوم نہیں کہ حقیقی عزت کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور ہر قسم کی حقیقی عزتیں اسی کی ہیں اور اسی سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔ چونکہ ابتدائے اسلام میں غیر مسلموں کو سیاسی اقتدار اور طاقت حاصل تھی۔ ابھی اسلام کا غلبہ

نہیں ہوا تھا اس لئے منافق جھوٹی عزتوں کی خاطر ان کی طرف جھکتے اور ان کا سہارا لیتے اور ان سے عزت حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے یہاں منافقوں کو کہا کہ عزت اگر تم نے حاصل کرنی ہے تو یہ کافر تمہیں عزت نہیں دے سکیں گے تمہیں معلوم ہونا چاہئے۔

فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا (النساء:۱۴۰)

حقیقی عزت تو اللہ تعالیٰ کی ہے اور اسی سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ دوسری جگہ فرمایا۔

وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ (المنافقون:۹)

کہ عزت کے صحیح حقدار اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ تعلق کو قائم رکھ کر عزت کو حاصل کیا جاسکتا ہے کافروں کی طرف مائل ہو کر ان کی طرف جھک کر ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرنے کے نتیجہ میں کسی قسم کی عزت حاصل نہیں کی جاسکتی۔

انسانی فطرت کے تقاضا کو پورا کرنے کے لئے منافق غلط راہ اختیار کرتے تھے کہ خدا اور رسول کی طرف جھکنے کی بجائے وہ کافروں کی طرف جھک جاتے تھے۔ اسی طرح حضرت شعیب علیہ السلام کے ذکر میں سورۂ ھود کی آیت ۹۳ میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ ان کے مخالف اور منکر کی نگاہ میں قبیلے کی طاقت اور عزت زیادہ تھی اللہ تعالیٰ کی عزت کے مقابلہ میں۔ حضرت شعیبؑ کو بھی انہیں کہنا پڑا اَرَھْطِیْ اَعَزُّ عَلَیْکُمْ مِنَ اللّٰہِ میرے قبیلے سے تم ڈرتے اور خوف کھاتے ہو اور سمجھتے ہو کہ اگر تیرے قبیلہ کو ناراض کیا تو تمہاری بے عزتی ہو جائے گی۔ لیکن تم یہ نہیں سمجھتے کہ اصل بے عزتی تو اس شخص کی ہوتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے۔ اسی طرح سورۂ کہف کی ۳۵ ویں آیت میں فرمایا۔

”اَنَا اَکْثَرُ مِنْکَ مَالًا وَّ اَعَزُّ نَفَرًا“

ایک منکرِ خدا نے سمجھا کہ مال اور تعداد میں عزت ہوتی ہے اور کہا کہ میرا مال بھی زیادہ ہے اور ہمارے گروہ کی اور ہمارے قبیلے کی نفری اور تعداد بھی زیادہ ہے اس لئے میں زیادہ عزت والا ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے غضب نے اسے پکڑا اور اس کے مال کو تباہ کر دیا اور اس کی دنیوی عزت کو خاک میں ملا دیا۔

پس فطرت کے اس تقاضا کو پورا کرنے کے لئے مال کی طرف ایسے لوگ متوجہ ہوتے ہیں یا قبیلہ کی نفری کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور ان پر فخر کرنے لگ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس قسم کے لوگوں کو جب راہِ راست کی طرف خدا اور اس کا رسول بلاتے ہیں تو وہ سَمْعًا وَ طَاعَۃً نہیں کہتے بلکہ دنیا

کی عزتوں کی خاطر دنیا میں فساد پیدا کرتے اور کھیتی باڑی اور مخلوق کو ہلاک کرنے کی غرض سے ملک میں دوڑتے پھرتے ہیں اور اس طرح پر اپنی عزت کو قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں جیسا کہ میں نے کئی دفعہ بتایا ہے سرگودہا کے ایک بڑے زمیندار سے ایک دفعہ میں نے (دیر کی بات ہے۔قبل از خلافت) تبلیغی بات کی تو وہ کہنے لگا کہ آپ مجھے کیا مسئلہ سمجھائیں گے میں تو سارے مسئلے سمجھا ہوا ہوں۔قادیان کے زمانے سے ہر جلسے پر حاضر ہوتا ہوں تقاریر کو سنتا ہوں اور کوئی ایسا مسئلہ نہیں جو میں سمجھا ہوا نہیں ہوں۔ لیکن آپ یہ تو سوچیں کہ میں اپنے علاقہ کا بہت بڑا چوہدری ہوں ہم نے اپنی عزت اور چودھراپے کو قائم رکھنے کے لئے قتل بھی کروانے ہوئے چوریاں بھی کروانی ہوئیں اور ڈاکے بھی ڈلوانے ہوئے اور اغواء بھی کروانا ہوا۔اگر میں احمدی ہو جاؤں تو آپ کا انگوٹھا میری گردن پر ہوگا اور آپ کہیں گے کہ یہ حرکتیں بند کر دو تو میں جو علاقہ کا چوہدری ہوں میری عزت قائم نہیں رہے گی گویا اس کے نزدیک دنیا کی عزت کے قیام کیلئے فساد کا بپا کرنا ضروری تھا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ایسے شخص سے کہا جاتا ہے وَاِذَاقِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰه (البقرہ:۲۰۷) کی عزت تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تمہیں حقیقی عزت ملے تو وہ اس بات کو سمجھتا نہیں۔ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ (البقرہ:۲۰۷) اپنی جھوٹی عزت کی پیچ ایسے لوگوں کو گناہ پر آمادہ کر دیتی ہے اور گناہ پر قائم رکھتی ہے۔تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے شخص کی کوئی عزت نہیں۔کیا وہ صاحب عزت ہو سکتا ہے جس کے لئے جہنم خدا نے تیار کیا ہو؟ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ جس کے لئے جہنم کافی ہے۔جس نے جہنم میں پڑنا ہے وہ عزت اور فخر سے اپنا سر کیسے اونچا کر سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے سورۂ دخان میں کہ دنیوی غلبہ اور دنیا کی مقبولیت پر گھمنڈ کرنے والے اور اپنی جھوٹی دنیوی عزت پر فخر کرنے والے کو ہمارے حکم سے فرشتے جہنم کے وسط تک گھسیٹتے ہوئے لے جائیں گے اور ان کے سروں پر ان کی اصلاح کے لئے گرم پانی ڈالا جائے گا اور ہم اسے کہیں گے ذُقْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ (الدخان:۵۰) میرے غضب اور میری طرف سے نازل ہونے والی بے عزتی کو چکھ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ تو دنیا میں اپنے آپ کو غالب اور عزت والا اور قابل احترام سمجھا کرتا تھا اور عزت کے حصول کے لئے صحیح راہوں کو اختیار کرنے کی بجائے تو نے غلط راہوں کو اختیار کیا تھا۔ذُقْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ آج میرے غضب کی جہنم اور ذلت کی جہنم کو چکھ اور یہ بدلہ ہے اس جھوٹی عزت کا جو دنیا میں تو نے اپنے لئے قائم کی تھی۔

پس انسان کی فطرت میں صاحب عزت اور قابل احترام بننے کا جذبہ تو یقیناً ہے اور یہ جذبہ ہے بھی بہت اچھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اسی غرض کے لئے پیدا کیا ہے کہ وہ معزز بنے لیکن اس کی نگاہ میں کسی اور کی نگاہ میں نہیں اور غلط راہوں پر چلنے سے اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت سے قرآن کریم میں روکا ہے بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے ناک پر ان کی عزت رہتی ہے ذرا سی بات ہو جائے تو کہتے ہیں کہ بے عزتی ہوگئی بے عزتی ہوگئی۔ ایسا شخص بھی عزت کے حقیقی مفہوم کو نہیں سمجھتا اور نہ حقیقی مقام عزت کو اس نے حاصل کیا ہے کیونکہ کسی ایک کے کیا ساری دنیا کے گالیاں دینے سے بھی اس کی بے عزتی نہیں ہوتی جب تک خدا کے فرشتے بھی اس پر لعنت نہ کر رہے ہوں اور اگر وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں عزت دار ہے اور اگر خدا تعالیٰ کے فرشتے اس پر درود بھیج رہے ہیں اور اس کے لئے دعائیں کر رہے ہیں تو ساری دنیا گالیاں دے کیا فرق پڑتا ہے؟ کجا یہ کہ کسی نے ذرا سی بات کی اور لڑنا شروع کر دیا گویا اپنے زور سے اس نے اپنے لئے عزت کا مقام حاصل کرنا ہے اپنے زور سے تو حقیقی عزت کا مقام حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

اس کے مقابلے میں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جن کی فطرت مسخ شدہ ہوتی ہے ان کو اس بات کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزت نفس عطا کی ہے اور ایک معزز زندگی ہمیں اس دنیا میں گذارنی چاہئے۔ اس معنی میں جس معنی میں خدا تعالیٰ نے اس لفظ کو استعمال کیا ہے یعنی خدا تعالیٰ کی نگاہ میں عزت پانے کے لئے ہمیں ہر قسم کی قربانیاں ہر قسم کی فدائیت کے نمونے پیش کرنے چاہئیں تا کہ ہم اس کی نگاہ میں معزز ہو جائیں ایسی مسخ شدہ فطرت تو عزت کے معنی سے بھی نا آشنا ہوتی ہے۔ ایک لطیفہ مشہور ہے کہ ایک شخص نے اپنے نوکر کو خوب جوتیاں لگائیں اس نے کہا کہ جناب میرا استعفیٰ!!!! آج آپ مجھے جوتیاں مار رہے ہیں کل میری بے عزتی کر دیں گے میں تو یہاں نہیں رہتا یعنی جوتیاں کھانے سے بھی اس کی عزت میں کوئی فرق نہیں آیا گویا اسے پتہ نہیں کہ عزت کہتے کسے ہیں اور عزت نفس جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کی ہے وہ ہے کیا؟ اس قسم کے لوگ بھی دنیا میں ہوتے ہیں۔

منافقوں کے متعلق بھی قرآن کریم کہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی یا آپ کے خلفاء کی اطاعت سے باہر نکلتے ہیں فخر سے یہ کہتے ہوئے کہ ہم بڑے معزز ہیں ہمیں کوئی پرواہ نہیں۔ خدا اور اس کے رسول کی پرواہ نہیں رسول کے خلفاء کی پرواہ نہیں امراء کی پرواہ نہیں، نظام جماعت کی بھی پرواہ نہیں تمہاری عزت پھر کیا رہ گئی؟ تمہاری عزت کو قائم کرنے کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے رسول کو بھیجا تھا۔ تمہاری عزتوں کی

حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے سلسلہ خلافت کو قائم کیا تھا، تمہاری عزتوں کے محافظ بن کر نظام سلسلہ میں لوگوں کو پرو یا تھا تا کہ ہر شخص ایک دوسرے کی عزت کا خیال رکھے۔ تمہارا فسوق کی راہ کو اختیار کرنا اور دعوے یہ کرنا کہ اس طرح ہم زیادہ معزز بن جائیں گے، ایک لغو اور غیر معقول بات ہے، اللہ تعالیٰ سورۂ فاطر میں فرماتا ہے۔

مَن كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا ؕ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ ؕ وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ؕ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ (فاطر:۱۱)

اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس لئے پیدا کیا ہے کہ تمہیں اس دنیا میں بھی اور اُس دنیا میں بھی عزت ملے نیز یہ کہ عزت کا چشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے عزت اگر مل سکتی ہے تو اس سے مل سکتی ہے اور پھر یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں عزت حاصل کرنے کے طریق کیا ہیں اور پھر یہ انذار کیا کہ اگر ان طریق کی بجائے، ان راہوں کی بجائے، تم دوسری کج راہوں کو اختیار کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں عزت حاصل نہ کرسکو گے بلکہ ذلیل ہو جاؤ گے۔

مختصراً اس آیت کا مضمون یہ ہے کہ جو شخص عزت حاصل کرنا چاہے اپنی فطرت کے تقاضا کو پورا کرنے کے لئے تو اسے یاد رکھنا چاہئے کہ ہر قسم کی عزت اللہ تعالیٰ ہی کی ہے اور ہر قسم کی عزت کا حصول صرف اس سے تعلق رکھ کے ممکن ہوسکتا ہے کیونکہ وہ تمام عزتوں کا سر چشمہ ہے۔

سوال پیدا ہوتا تھا کہ خدا کی نگاہ میں ہم کیسے عزت حاصل کریں۔ فرمایا اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ نیک باتیں اس کی طرف جاتی ہیں۔ اَلْكَلِمُ الطَّيِّبُ کے معنی ہیں پاک باتیں ایسی باتیں جن میں جہالت نہ ہو اور ایسی باتیں جن میں فسق اور فجور نہ ہو۔ پس فرمایا کہ تمہارے اعتقادات اور تمہارے اقوال میں میری صفات کا نور ہونا چاہئے کیونکہ جہالت کے نتیجہ میں بھی وہ اَلْكَلِمُ الطَّيِّبُ نہیں رہتے نہ اعتقاد نہ اقوال اسی طرح اگر فسق و فجور ہوتو وہ اَلْكَلِمُ الطَّيِّبُ نہیں رہتے اس لئے ضروری ہے کہ اعتقادات صحیح ہوں اور انسان کی زبان پر صرف وہ باتیں آئیں جنہیں اَلْكَلِمُ الطَّيِّبُ کہا جا سکے لغو باتیں نہ ہوں، گالی گلوچ نہ ہو، فتنہ کی بات نہ ہو، جہالت کی بات نہ ہو، نفاق کی بات نہ ہو، ریاء اور استکبار کی بات نہ ہو وغیرہ وغیرہ بہت سی باتیں ہیں جن سے اسلام نے روکا ہے اور اگر ہماری زبان ان سے نہ رکے تو جو ہماری زبان سے نکلے گا اس پر اَلْكَلِمُ الطَّيِّبُ کا فقرہ چسپاں نہیں ہو سکے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خدا کی نگاہ میں عزت حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہارے منہ سے سوائے اَلْکَلِمُ الطَّیِّبُ کے اور کوئی چیز نہیں نکلنی چاہئے جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے کہ اس کے لغوی معنی یہ ہیں کہ وہ باتیں جن میں فسق نہ ہو اور ہمیں بھولنا نہیں چاہئے کہ ایسی باتیں جو خلافت راشدہ کے خلاف کہی جاتی ہیں ان پر قرآن کریم فسق کے لفظ کا اطلاق کرتا ہے۔ اس آیت میں جس میں خلافت کا ذکر ہے فرمایا: ’’وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ‘‘ (النور:۵۶) کئی منافق یا نفاق کی آگ رکھنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ ’’سانوں کوئی پرواہ نئیں۔ اسیں نظام دے خلاف وی جو مرضی اے کہہ دیئے سانوں کوئی کج نہیں کہہ سکدا‘‘۔ ابھی دو تین مہینے ہوئے جامعہ احمدیہ کا ایک ایسا طالب علم جو قریباً فارغ ہو چکا ہے اس کے متعلق مجھے یہ رپورٹ ملی کہ وہ کہتا ہے کہ میں جو مرضی ہے کہتا رہوں مجھے کوئی کچھ نہیں کہے گا آگے وجہ بھی اس نے احمقانہ بیان کی جس کے ذکر کی یہاں ضرورت نہیں۔

سوال یہ ہے کہ اگر تم خلافت کے مقابلے میں کوئی بات کہتے ہو تو دنیا تمہیں آسمانوں کی عزتیں بھی عطا کر دے تو تب بھی تمہیں کوئی فائدہ نہیں کیونکہ خدا کی نگاہ میں تم فاسق بن گئے۔ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ میں شامل ہو گئے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں وضاحت سے فرمایا ہے کہ خالی منہ کی باتیں بھی کافی نہیں یعنی اگر تم نے خدا کی نگاہ میں عزت حاصل کرنی ہے اور حقیقی طور پر معزز بننا ہے تو محض اَلْكَلِمُ الطَّيِّبُ کافی نہیں کیونکہ یہ تو صحیح ہے کہ اَلْكَلِمُ الطَّيِّبُ کا صعود اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتا ہے لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ بغیر سہارے کے اَلْكَلِمُ الطَّيِّبُ خدا تک نہیں پہنچتے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ قانون بتایا ہے کہ وہی اَلْكَلِمُ الطَّيِّبُ جن کو اعمال صالحہ کا سہارا ہے خدا تعالیٰ تک پہنچتے ہیں (وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ) تو نیک اعتقاد، میٹھے اور معطر بول جو اعمال صالحہ کے سہارے بلند ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچتے ہیں جو عزت کا سرچشمہ ہے۔ زبان بھی خدا کی پسندیدہ اور جوارح بھی خدا کے مطیع ہوں تو پھر خدا کی نگاہ میں انسان عزت پاتا ہے اور دنیا کی کوئی طاقت بھی ایسے شخص کو بے عزت نہیں کر سکتی۔ جاہل دنیا نے اسلام اور مسلمانوں کو ہر طرح ذلیل کرنے کی کوشش کی کیا وہ ذلیل ہو گئے؟ کیا وہ ذلیل ہوا جس کو خدا نے پیار سے اپنی گود میں بٹھا لیا اور اپنی رضا کی جنت میں داخل کیا یا وہ ذلیل ہوا جس کو دنیا میں تو جوتے نہیں پڑے مگر اس کے ربّ نے اسے کہا ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ تو بڑا معزز اور مکرم بنا پھرتا تھا جا! ہماری جہنم میں داخل ہو اور اس

جھوٹی عزت اور تکبر کا جس کی وجہ سے میرے پیاروں کو تو نے دکھ پہنچایا تھا آج نتیجہ دیکھ لے اور اس کی سزا کو پا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ جو لوگ زبان بھی جہالت والی اور فسق و فجور والی رکھتے ہیں اور اعمال بھی ان کے اسی قسم کے ہیں لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وہ میرے غضب کی جہنم میں، میرے قہر کے عذاب میں پڑنے والے ہیں۔ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ اور ہمارا معاملہ ان دو گروہوں کے ساتھ ثابت کر دے گا جو لوگ میرے ان بندوں کے خلاف جنہیں میں عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ تدبیریں کرتے اور زبان کو خنجر کی طرح چلاتے ہیں ان کا مکر ہی ہلاک ہوتا اور ناکام ہوتا ہے۔ عزت میرے بندے ہی پاتے ہیں کیونکہ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ۔ حقیقی عزت اسی کو ملتی ہے جسے اللہ تعالیٰ حقیقی عزت دینا چاہئے اور جسے اللہ تعالیٰ عزت نہ دینا چاہئے بلکہ ذلیل کرنا چاہے ساری دنیا مل کے بھی اسے نہ اس دنیا میں نہ اس دنیا میں حقیقی عزت عطا کر سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو یہ توفیق عطا کرے کہ اس کی منشاء کے مطابق الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ بجالاتے ہوئے حقیقی عزت اس کی نگاہ میں ہم پائیں اور خدا کرے کہ ہمیں یہ نہ سننا پڑے کہ ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ۔

(روز نامہ الفضل مورخہ ۲۸ ر جون ۱۹۶۸ء صفحہ ۲ تا ۴)

☆......☆......☆